انجیلِ بارناباس کی حقیقت

بشیر محمود اختر ایم۔اے

(مؤلف "انجیل بارناباس کا مطالعہ" اردو/انگریزی)

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

انجیلِ بارناباسؑ کی حقیقت

بشیر محمود اختر ایم۔ اے

(مؤلف "انجیل بارنا باس کا مطالعہ" اردو / انگریزی)

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقطہ آغاز

سینٹ بارناباس

ان کا مرتبہ بطور حواری اور رسول

بارناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک مشہور حواری تھے۔ انہوں نے حضرت مسیحؑ کی وصیت کے مطابق ان کے حالات اور تعلیمات کو قلم بند کیا۔ ان کا اصلی نام یوسف تھا۔ اور قبرص کے رہنے والے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے دیگر حواریوں نے ان کا نام برناباس رکھا۔ جس کے معنی پسر مطمئن یا مطمئن فرزند کے ہیں۔ عیسائی حضرات بارناباس کو بارہ حواریوں میں شمار نہیں کرتے۔ مگر بارناباس نے اپنی انجیل فصل نمبر ۱۴ میں اپنے آپ کو حواری ظاہر کیا ہے۔ دیگر چار مشہور انجیلوں کے مصنفین نے اپنے متعلق ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔

اگر ہم رائج الوقت چاروں انجیلوں کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کی انجیل نے بارہ حواریوں کے نام ہی درج نہیں کئے۔ متی اور مرقس کی انجیل میں بالترتیب بارہ حواریوں کے نام ملتے ہیں۔ لیکن لوقا کی انجیل میں تدی کے بجائے یہوداہ پسر یعقوب درج ہے۔ اور

بارناباس نے جو نام گنوائے ہیں۔ ان میں شمعون کنعانی کا نام ہی درج نہیں۔ اس طرح اناجیل میں زبردست اختلاف ہے۔

اس سلسلہ میں ہمیں بارناباس کے مندرج ناموں پر شک و شبہ کرنے کا اس لئے کوئی حق نہیں کہ واقعی وہ بلاواسطہ حواری تھے۔ اور انہوں نے جو کچھ لکھا۔ ذاتی واقفیت کی بنا پر لکھا۔

انجیلوں کے مصنفین تاریخی طور پر بلاواسطہ حواری نہیں تھے۔ یہ بعد کے لوگ تھے۔ جنہوں نے خود انجیلیں لکھ کر جناب مسیحؑ کے نام سے منسوب کردیں۔ متی کی انجیل حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے ستر اور نوے سال کے درمیان لکھی گئی۔ جب کہ مرقس اور لوقا کی انجیل ۷۸ اور ۸۰ سال بعد ضبطِ تحریر میں لائی گئیں۔ یوحنا کی انجیل بہت بعد لکھی گئی۔ جس میں کسی حواری کا نام سرے سے موجود ہی نہیں اس لئے بارناباس کے علاوہ مروجہ انجیلوں کا بیان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ پھر دیگر اناجیل کے مصنفین کا کہیں یہ دعوٰے نہیں کہ یہ ان کی اپنی تحریر یا تصنیف ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ باقی اناجیل نے ان کا نام حذف کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انجیل برناباس میں فخر کائنات محسنِ انسانیت، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر مبارک ان کے اسمِ مقدس کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ عیسائی اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے نہ صرف بارناباس کو حواریوں کے زمرے سے خارج کیا۔ بلکہ ان کی انجیل کو بھی رد کر دیا۔

اگر پیروانِ دینِ مسیح انجیل بارناباس کو سچی انجیل تسلیم کر لیں۔ تو پھر وہ عیسائی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور توحید کو ماننے پر اخلاقاً مجبور ہو جائیں گے۔

سچی انجیل

بارناباس کی انجیل ہی اصلی اور حقیقی انجیل ہے۔ باقی تمام اناجیل تضاد اور اختلافات سے معمور ہیں۔ مثلاً پہاڑی کے وعظ کو جو کہ حضرت مسیح کی تعلیم کی جان ہے۔ متی نے پورا نقل کیا ہے۔ اور لوقا نے صرف چند فقرے دیئے ہیں۔ جب کہ مرقس اور یوحنا میں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔ نیز ان میں سے کسی انجیل کے مصنف نے اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ برخلاف اس کے بارناباس ہی وہ شخص ہے۔ جو ایمان اور روح القدس سے معمور تھا۔ اور جس کو رسولوں نے متفقہ طور پر بارناباس کا خطاب دیا۔

تاریخ عیسائیت میں صرف اور صرف بارناباس ہی وہ ہستی نظر آتی ہے۔ جنہیں حضرت مسیح کی تعلیمات اور ان کے واقعات ضبطِ تحریر میں لانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جنہوں نے انجیل بارناباس کے ذریعے حضرت مسیح کی سچی اور صحیح تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرایا (ملاحظہ ہو انجیل بارناباس فصل ۲۲۱ اور اعمال ۱۱/۲۲-۲۶ ۔ ۱۳/۲-۵ ، ۱۳/۱)

پس یہ کہہ دینا بالکل صحیح ہے کہ بارناباس کی انجیل ہی اصلی اور حقیقت پر مبنی ہے

بارناباس کا مقام

مقام افسوس ہے کہ پاکستان میں عیسائی حضرات آج کل مسیحی دنیا کی عظیم المرتبت ہستی سینٹ بارناباس کو مسخ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ جبکہ بائبل کی مشہور کتاب اعمال کے تیرھویں باب کی پہلی سطر میں بارناباس کو رسول اور معلم کا خطاب دیا گیا ہے۔ اسی کتاب کی چودھویں باب کی چودھویں سطر میں ان کو (Apostle) یعنی حواری کہا گیا ہے اور اسی کتاب کے پندرھویں باب کی پچیسویں سطر میں ان کو اور پولوس کو (beloved) یعنی عزیز کہا گیا۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں شاندار خراج عقیدت اس طرح پیش کرتی ہے کہ

۱- ان کا وعظ ولولہ انگیز اور روح پرور ہوتا تھا۔

(اعمال $\frac{۲۲}{۳۶}$ ، $\frac{۵}{۵۰۲}$)

(۲) وہ نہایت فیاض طبع اور اعلیٰ روحانی بصیرت کے مالک تھے۔

(اعمال $\frac{۹}{۲۹}$)

(۳) وہ سچے مذہب کے مبلغ تھے (" $\frac{۱۱}{۲۴}$)

(۴) ان کی قابلیت اور بصیرت اس درجہ عظیم الشان تھی کہ انہیں یوروشلم کے چرچ نے انطاکیہ کے چرچ کا معائنہ کرنے اور اس کے متعلق رائے قائم کرنے کے لئے مقرر کیا۔ (اعمال $\frac{۱۱}{۲۲}$)

۵ - ان سے کئی کرامات بھی ظہور پذیر ہوئیں ۔
اس کے علاوہ ملاحظہ ہو کتاب اعمال

۴/۳۶ ، ۹/۲۷ ، ۱۱/۲۲ - ۲۵ ، ۱۳/۵۰ - ۴۶ - ۱ - ۲

۱۴/۲۰ - ۱۴ - ۱۲ - ۴ ، ۱۵/۲ - ۱۲ - ۲۲ - ۲۵

ان تمام حوالہ جات سے عیسائی حضرات پہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ کہ سینٹ برناباس کی ہستی رسولوں اور حواریوں کی نظر میں کتنی بلند و بالا تھی ۔

— × —

میں پروفیسر بشیر محمود اختر کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تحقیق و تدقیق کے بعد عرق ریزی کے ساتھ اس کتاب کو تصنیف کیا ہے ۔ امید ہے کہ متلاشیانِ حق ان کی اس کاوش سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے ۔ اور سینٹ برناباس کے صحیح مقام کو پہچان سکیں گے ۔

اختر احسن

فہرست

□ حرفِ اوّل

۱- سینٹ پال کی شخصیت کا ایک جائزہ

۱۰۱- پال حضرت مسیحؑ کے پیروکاروں کو اذیتیں دیتا تھا۔

۱۰۲- پال کو کلیسا میں بارناباس نے متعارف کرایا۔

۱۰۳- سینٹ پال - حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کا ناسخ

۱۰۴- سینٹ پال کی سخت مخالفت ہوئی۔

۲- کیا سولھویں صدی سے پیشتر انجیل بارناباس کا کوئی وجود نہ تھا؟

(ا) سینٹ آرینیوس کی تحریر میں انجیل بارناباس کے حوالے

(ب) بارناباس کی نعش کے ساتھ انجیل بارناباس کا نسخہ

۲۰۱- بارناباس کا سنِ وفات

۲۰۲- انجیل متی کا سنِ تحریر

(ج) پوپ جیلاشیس کے فرمان میں انجیل بارناباس کا تذکرہ

(۳) انجیل بارناباس کو مسیحی علماء نے ہی متعارف کرایا

(۴) جعلی انجیل بارناباس؟

۴۰۱- انجیل بارناباس کے مصنّف کے متعلق مسیحی علماء کے مفروضے

۴۰۲- ڈیڑھ سو سال پہلے پادریوں کو چیلنج

(۵) انجیل بارناباس کی چند اہم خصوصیات

(۶) بارناباس

۶۰۱- بارناباس کا تلفظ

۶۰۲- بارناباس کی شخصیت

۶۰۳- جعلی بارناباس؟

حرفِ اوّل

۱۹۷۳ء کے آغاز میں جب قرآن کونسل آف پاکستان کراچی کی طرف سے بارناباس کی انجیل کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا تو اس پر ازسرِ نو غور و فکر کی راہ باز ہوگئی۔ اس کی بازیافت سے اس کی اشاعت، اس کے تراجم اور اس پر موافق و مخالف تبصروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

مسیحی حلقوں کی طرف سے بارناباس کی تردید میں کئی پمفلٹ اور مضامین زیادہ تر تردید برائے تردید کی ذیل میں آتے ہیں۔ جن میں مفروضوں اور دور از کار حوالوں کی بنیاد پر تردید و تنقیص کی عمارت تعمیر کرنے کی کوششیں ملتی ہیں۔ بعض مقامات پر تو کھلی کھلی علمی اور تحقیقی بد دیانتی حد درجہ تعجب انگیز ثابت ہوتی ہے۔

سرِ دست پادری برکت اے خان کے کتابچے "تبصرہ انجیل برنباس" کے صرف چند نکات کے مطالعے اور تجزیے کے سلسلے میں زیرِ نظر اوراق پیشِ خدمت ہیں۔ ان اوراق میں کوشش کی گئی ہے۔ کہ معروضی انداز میں تعصب و عناد سے بالاتر ہو کر حقائق کا کھوج لگایا جائے۔ اور انہیں پیش کیا جائے۔ اس کیلئے اکثر و بیشتر انہی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں جو مسیحی دنیا میں معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہیں۔ ضد و انکار اور تردید پر اصرار کا تو کوئی جواب نہیں لیکن کھلے دل سے فکر و توجہ کی جائے بشرطیکہ حق و صداقت کی حرارت دل میں موجود ہو تو حقیقت کی کشادہ شاہراہ کی طرف رہنمائی کرنے والے سبھی دروازے کھلے نظر آئیں گے۔ خداوند تعالیٰ ہی اپنے کرم سے شاہراہِ حقیقت پر گامزن ہونے کی توفیق بخشتا ہے۔ اور ہمیں اس کے لئے دعاگو رہنا چاہیئے

بشیر محمود اختر

سٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی
16 ستمبر 1983ء

ا۔ سینٹ پال کی شخصیت کا ایک جائزہ

بارناباس کے مطالعے کے سلسلے میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سینٹ پال کی شخصیت اور اس کی سرگرمیوں کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جائے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سینٹ پال نے کس طرح مسیحی دین میں شامل ہو کر اس کا بنیادی نقشہ ہی بدل دیا۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کی سیدھی سادی تعلیمات کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ اور خود مسیحیت کی سب سے بڑی شخصیت بن بیٹھا۔ ویسے بھی پادری صاحب نے جس "مقدس پولس" کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس کی کچھ اصلیت واضح ہو جانی چاہیئے۔ اس لیے ہم اپنی بات کا آغاز سینٹ پال ہی سے کرتے ہیں۔

۱۰۱۔ پال حضرت مسیحؑ کے پیروکاروں کو اذیتیں دیتا تھا۔

سینٹ پال (عبرانی نام ساؤل، رومی نام پولس یا پولوس) مسیحی ادبیات کی ایک نہایت اہم شخصیت سمجھی جاتی ہے۔ موجودہ مسیحیت جس شکل وصورت میں قائم ہے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی تعلیمات کے برعکس سینٹ پال کے نظریات کا نتیجہ ہے۔ اُسے حضرت مسیحؑ کی ملاقات اور صحبت نصیب نہیں ہوئی تھی۔

ایک روایت کے مطابق پال نے 35ء میں حضرت مسیح پر ایمان لانے کا دعوےٰ کیا تھا۔ اس وقت انہیں دنیا سے رخصت ہوئے کم و بیش پانچ برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔ وہ ایک پکا یہودی فریسی تھا اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ان پانچ برسوں میں بطور خاص حضرت مسیح کے پیروکاروں اور عقیدت مندوں کو تنگ کر کے اور اذیتیں دے کر خوش ہوتا رہا۔

"اعمال" میں ہے:۔

(۱) ساؤل کلیسیا کو اس طرح تباہ کرتا رہا کہ گھر گھر گھس کر اور مردوں اور عورتوں کو گھسیٹ کر قید کراتا تھا۔ (8 : 3)

(۲) اور ساؤل جو ابھی تک خداوند کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا۔ سردار کاہن کے پاس گیا۔ اور اس سے دمشق کے عبادت خانوں کے لئے اس مضمون کے خط مانگے۔ کہ جن کو وہ اس طریق پر پائے خواہ مرد، خواہ عورت، ان کو باندھ کر یروشلم میں لائے

(9 : ۱-۲)

(۳) (پال کا اپنا بیان ہے کہ) میں یہودی ہوں اور کلکیہ کے شہر ترسس میں پیدا ہوا۔ مگر میری تربیت اس شہر میں گملی ایل کے قدموں میں ہوئی۔ اور میں نے باپ دادا کی شریعت کی خاص پابندی کی تعلیم پائی۔ اور خدا کی راہ میں ایسا سرگرم تھا۔ جیسے تم سب آج کے دن ہو۔ چنانچہ میں نے مردوں اور عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانے میں ڈال کر مسیحی

طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا ڈالا

(4 - 3 : 22)

لیکن اس طریق کار سے پال کو اپنے مقصد میں کامیابی نصیب نہ ہوئی اور اس نے محسوس کیا کہ حضرت مسیح کے پیروکاروں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے خود اس دین میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ اور اپنے آپ کو حضرت مسیح کا رسول اور نائب ظاہر کرنا شروع کر دیا۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ مسیحیت اختیار کرنے کے اعلان کے فوراً بعد پال کی سرگرمیوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کے حواریوں کے پاس جانے کی بجائے تین سال تک علاقۂ عرب میں مقیم رہا۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ

"جس خدا نے مجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بلا لیا۔ جب اس کی یہ مرضی ہوئی۔ کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کر دے تا کہ میں غیر قوموں میں اس کی خوشخبری دوں۔ تو نہ میں نے گوشت اور خون سے صلاح لی اور نہ یروشلم میں ان کے پاس گیا۔ جو مجھ سے پہلے رسول تھے۔ بلکہ فوراً عرب کو چلا گیا۔ پھر وہاں سے دمشق کو واپس آیا۔ پھر تین برس بعد میں کیفا سے ملاقات کرنے کو یروشلم گیا اور پندرہ دن اس کے پاس رہا۔" (گلیتون - 1 : 15 - 18)

گویا تین برس تک اس نے حواریوں سے رابطہ قائم کرنا ضروری خیال نہیں کیا ۔ حالانکہ تبدیل مذہب میں خلوص نیت کی صورت میں اسے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حضرت مسیحؑ کے حواریوں اور شاگردوں کا دامن تھام لینا چاہیئے تھا ۔ جنہیں بہ نفس نفیس حضرت مسیحؑ سے تعلیم و تربیت پانے کا شرف حاصل تھا ۔

1.2 پال کو کلیسیا میں بازناباس نے متعارف کرایا

بہر کیف جب تین سال کے بعد پال حضرت مسیحؑ کے حواریوں کے پاس آیا تو وہ اس سے خوف زدہ تھے ۔ انہوں نے اس کے سابق طریق عمل کی وجہ سے اسے پسند نہیں کیا ۔ بلکہ اس سے ڈرتے رہے ۔ لیکن جناب بازناباس کی سفارش اور تشفی آمیز گفتگو سے اہلِ کلیسیا نے پال کو اپنے ساتھ ملنے جلنے اور اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دی دیکھئے " اعمال "

" اس نے (پال نے) یروشلم میں پہنچ کر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی ۔ اور سب اس سے ڈرتے تھے ۔ کیونکہ ان کو یقین نہ آتا تھا ۔ کہ یہ شاگرد ہے ۔ مگر برنباس نے اسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جا کر ان سے بیان کیا ۔ کہ اس نے اس طرح راہ میں خداوند کو دیکھا ۔ "

(9 : 26 - 27)

یہ بات قرینِ قیاس ہے ۔ کہ شروع شروع میں پال نے

ضرور اپنے عقیدت مندانہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ اور خود کو حضرت مسیحؑ کا سچا نیازمند اور متقلد ثابت کر کے لوگوں کو متاثر کیا ہوگا۔ "اعمال" میں ہمیں بارناباس اور پال کے تبلیغی سفروں کے بارے میں بھی بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پال کی شخصیت کو اُبھار کر اور بارناباس کی شخصیت سے بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہی تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ بارناباس تو پال کے محض ایک معاون یا نائب تھے۔

حالانکہ "اعمال" ہی میں بارناباس کی شخصیت کے بارے میں جو مندرجات ملتے ہیں۔ ان سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کلیسیا کی ایک بلند مرتبت، قابلِ تقلید اور غیر معمولی شخصیت تھی۔ مثلاً جب یروشلم کی کلیسیا نے تبلیغ کے لئے جماعتیں باہر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ تو انتخاب کی پہلی نظر بارناباس ہی پر پڑی تھی۔ اور پھر بارناباس نے ہی پال کو تبلیغی سفر میں اپنے ساتھ لیا تھا۔

دیکھئے "اعمال"

"ان لوگوں کی خبر یروشلم کی کلیسیا کے کانوں تک پہنچی اور انہوں نے برنباس کو انطاکیہ تک بھیجا۔ وہ پہنچ کر اور خدا کا فضل دیکھ کر خوش ہوا۔ اور ان سب کو نصیحت کی کہ دلی ارادے سے خداوند سے لپٹے رہو۔ کیونکہ وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور تھا۔ اور بہت سے لوگ خداوند کی کلیسیا میں آ ملے۔ پھر وہ ساؤل کی تلاش میں ترسس کو چلا گیا اور جب وہ ملا تو اسے انطاکیہ میں لایا اور ایسا ہوا۔ کہ وہ سال بھر تک کلیسیا کی جماعت میں شامل

ہوتے اور بہت سے لوگوں کو تعلیم دیتے رہے۔ اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔"
(١١ : 22 - 26)

مسیحی تبلیغ کی تاریخ کس قدر ناانصافی سے کام لیتی ہے۔ اور بارناباس کے اس سفر کو پال کا تبلیغی سفر قرار دیتی ہے۔ اور یہ دراصل بارناباس کی قدرومنزلت گھٹانے کی دانستہ کوششوں میں سے ایک ہے۔ عہد حاضر کے ایک مشہور مورخ اور مصنف ول ڈیوران نے اس پہ یوں گرفت کی ہے:۔

"کلیسیا کے بزرگوں نے یہ کام بارناباس اور پال کے سپرد کیا۔ اور انہیں اس سفر پہ روانہ کیا۔ جسے تاریخ بارناباس کی ناروا طور پہ تخفیف کرتے ہوئے سینٹ پال کا پہلا تبلیغی سفر قرار دیتی ہے" (45 - 47) سلہ

یہاں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مضمون نگار کا یہ نوٹ بھی ضرور پیش نظر رہنا چاہیے۔ کہ بارناباس محض ایک اعلیٰ کردار کے مالک ہی نہ تھے۔ بلکہ وہ بڑے صاحب بصیرت انسان بھی تھے۔ ان کا دل خلوص اور ہمدردی سے معمور تھا۔ کلیسیا کے ابتدائی دنوں میں ان کا کردار بے حد اہمیت کا حامل رہا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یروشلم کی کلیسیا ان جیسے صاحب بصیرت و محکم ہی کو انطاکیہ روانہ کر سکتی تھی جہاں کئی بڑے بڑے مسائل کا سامنا تھا سلہ

سلہ[1] Will Durant: The story of civilization, Part III, Ceaser and christ, P. 582.

سلہ[2] Encyclopaedia Britannica, Vol. 3, P. 118C

۳۔ سینٹ پال ۔حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کا ناسخ

سینٹ پال نے کلیسا میں داخل ہو کر رفتہ رفتہ اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا اور حضرت مسیحؑ کی تعلیمات میں تاویل و گنجائش کی مختلف صورتیں پیدا کر دیں بلکہ ان کی کئی تعلیمات کو منسوخ قرار دیا۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کی شخصیت اور ان کی بنیادی تعلیمات پس منظر میں جا پڑیں۔ پال نے ان کے ارشادات و فرمودات کو نہ صرف نظر انداز کر دیا۔ بلکہ ان میں طرح طرح کی تحریفات بھی کیں۔ اور پھر ان کی بجائے اپنے ہی بیانات کو دین کی بنیاد بنا کر پیش کیا۔ چنانچہ آج یہی بیانات عیسائیت کے نام سے مشہور اور رائج ہیں۔

پال کے کلیسا میں داخلے کے ساتھ ہی فلسطین کی بجائے رومی سلطنت عیسائی سرگرمی کا مرکز بن گئی۔ اور عیسائیت یہودیت کے زیر اثر رہنے کے برعکس صرف یہودیت کے اثر سے ہی آزاد نہیں ہو گئی بلکہ خود حضرت مسیحؑ سے بھی کنارہ کش ہوتی چلی گئی۔ البتہ دعوے یہی رہا۔ کہ پال اپنے معلّم حضرت مسیحؑ کا ہمیشہ مرید و مطیع رہا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ذرا رُک کر اناجیل میں حضرت مسیحؑ کی تعلیمات پر ایک نظر ڈال لیں۔ اور پھر دیکھیں کہ ان کے برعکس پال نے کیا کیا۔ بیانات جاری کئے جو اُن کے فرمودات سے صاف صاف ٹکراتے نظر آتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں حضرت مسیحؑ کی تعلیمات سے

متصادم بیانات مسیحیوں کے لئے بھلا کس طرح قابل قبول اور قابل اعتماد ٹھہرتے ہیں؟ مثال کے طور پر انجیل متی میں حضرت مسیح کے یہ دو ارشادات ملاحظہ ہوں:

(۱) غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (۱۰ : 6)

(2) میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (15 : 24)

اب وہ بیانات پال کے اس خط میں سے ملاحظہ ہوں۔ جو اس نے "رومیوں کے نام" لکھا تھا:

(۱) میں یہ باتیں تم غیر قوموں سے کہتا ہوں، چونکہ میں غیر قوموں کا رسول ہوں۔ اس لئے اپنی خدمت کی بڑائی کرتا ہوں۔ (۱۱ : 13)

(2) مجھ کو غیر قوموں کے لئے خدا کی طرف سے مسیح یسوع کے خادم ہونے کی توفیق ملی ہے (15 : 15)

پال یہاں صریحاً اس بات کا اعلان کر رہا ہے۔ جس سے حضرت مسیحؑ نے منع فرمایا ہے۔

متی کی انجیل ہی میں حضرت مسیحؑ کا یہ مشہور فرمان درج ہے کہ:

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ

توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔"

(5 : 17 - 19)

گویا حضرت مسیحؑ کے فرمان کے مطابق توریت منسوخ نہیں کی گئی تھی۔ اور اس کے ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم کی اطاعت بھی ضروری تھی۔ انہی حکموں کو شریعت کہا جاتا تھا۔ جسے پال نے منسوخ قرار دیا۔ اور ایک ایک حکم پر خط تنسیخ کھینچتا چلا گیا۔ "رومیوں کے نام" اپنے خط میں پال یوں لکھتا ہے کہ :-

"اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے۔ ان سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں۔ تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے اور ساری دنیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔ کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا۔ اس لئے کہ شریعت کے وسیلے سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے مگر اب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوئی ہے۔ جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے۔ یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے۔"

(3 : 19 - 28)

چلو چھٹی ہوئی۔ نہ شریعت کی ضرورت باقی رہی، نہ اعمال کی۔ شریعت کے حکموں میں سے ایک حکم ختنے کا تھا۔ پال نے اس حکم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا کے رکھ دیا۔

ملاحظہ ہوں اس کے اپنے بیانات :۔

(۱) وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے۔ جو ظاہری اور جسمانی ہے۔ بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے۔ اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے، نہ کہ لفظی۔

(رومیوں - 2 : 28 - 29)

(2) نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پہ چلنا ہی سب کچھ ہے۔ (۱- کرنتھیوں - 7 : 19)

(3) دیکھو! میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیحؑ سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پر گواہی دیتا ہوں۔ کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے۔ اور مسیح یسوع میں نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے۔ نہ نامختونی مگر ایمان جو محبت کی راہ سے اثر کرتا ہے۔

(گلیتون - 5 : 2، 3، 6)

حضرت مسیحؑ کے فرمودات وارشادات کے برعکس پال نے جس طرح اپنے طریق کار اور تبلیغی جدوجہد کی وضاحت کی ہے۔ وہ بھی غور طلب ہے اور محتاجِ توجہ ہے۔ اس کے اپنے بیانات میں سے مندرجہ ذیل دو ملاحظہ ہوں :۔

(۱) اگر ہماری ناراستی خدا کی راست بازی کی خوبی کو ظاہر کرتی ہے

تو ہم کیا کہیں ؟ کیا یہ کہ خدا بے انصاف ہے جو غضب نازل کرتا
ہے ۔ (میں یہ بات انسان کی طرح کہتا ہوں) ہرگز نہیں ۔ ورنہ خدا
کیونکر دنیا کا انصاف کرے گا ۔ اگر میرے جھوٹ کے سبب سے
خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی ۔ تو پھر کیوں
گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے ۔ اور ہم کیوں بڑائی نہ کریں تاکہ
بھلائی پیدا ہو ۔ چنانچہ ہم پر یہ تہمت لگائی بھی جاتی ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ ان کا یہی مقولہ ہے ۔ مگر ایسوں کا مجرم ٹھہرنا انصاف
ہے ۔ (رومیوں ۔ 3 : 5 - 8)

(۲) میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں ۔ جو لوگ
شریعت کے ماتحت ہیں ۔ ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت ہوا ۔
تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں ۔ اگرچہ خود شریعت کے
ماتحت نہ تھا ۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا ۔ تاکہ
بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں ۔ (اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع
نہ تھا ۔ بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا) کمزوروں کے لئے
کمزور بنا تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں ۔ میں سب آدمیوں کے لئے
سب کچھ بنا ہوا ہوں تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤں ۔ اور
سب کچھ انجیل کی خاطر بنا ہوا ہوں تاکہ اوروں کے ساتھ اس
میں شریک ہوں

(۱ ۔ کرنتھیوں ۔ 9 : 20 - 23)

کیا حضرت مسیح پر ایمان لانے والا شخص اور ان کے سادہ اور
آسان دین کی تبلیغ کے لئے ایسے حربے استعمال کرنے کو کسی بھی

صورت جائز اور روا قرار دے سکتا ہے؟

انگریزی کا معروف مصنف ایچ جی ویلز اپنی "مختصر تاریخ عالم" میں صاف صاف بتاتا ہے۔ کہ پال کو یہودیت، آفتاب پرستی اور سکندریہ کے مروجہ مذہب کا خوب ادراک تھا، چنانچہ اُس نے ان کے بہت سارے خیالات اور ان کی اصطلاحات عیسائیت میں داخل کر دیں۔ اس نے حضرت مسیحؑ کی اصل تعلیم۔ آسمان کی بادشاہت کی ترقی و توسیع کے لئے تو کچھ نہیں کیا۔ مگر خود جو تعلیم دیتا رہا۔ وہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰؑ نہ صرف مسیح موعود تھے۔ اور یہودیوں کے موعودہ سردار بلکہ یہ کہ ان کی موت بنی نوع انسان کی نجات کے لئے ایک قربانی تھی ھ[3]

مذاہب عالم کے مصنفین لکھتے ہیں کہ پال ان سادہ ماہی گیروں سے بالکل مختلف طرح کا انسان تھا۔ جو حضرت مسیحؑ کے ابتدائی پیروکار تھے۔ پال ایک رومی شہری تھا۔ اور اس کی تعلیم یونانی اثرات کے ماتحت ہوئی تھی۔ لیکن وہ اپنی پیدائش اور نشو و نما کے اعتبار سے ایک یہودی تھا اور فریسیوں کے معتقدات میں تربیت یافتہ تھا۔ ھ[4]

ھ[3] H.G. Wells: A short History of the world, Pelican Books London sept. 1946, P.130.

ھ[4] Dr. champion & short: Readings from world Religions, watts & co, London, 1951, P. 202

عہدِ حاضر کے مشہور فرانسیسی سائنس دان اور محقق موریس لوکائے رقمطراز ہیں کہ عیسائیت میں سب سے متنازعہ شخصیت پال کی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے گھرانے کے لوگ اور وہ حواری جو یروشلم میں حلقہ جیمز سے وابستہ تھے۔ پال کو عیسوی تعلیمات سے غداری کرنے والا گردانتے تھے۔ جن لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ نے اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ پال نے انہیں نظرانداز کر کے عیسائیت کی تخلیق کی۔ حالانکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی زندگی میں اُن سے آشنا تک نہ تھا۔ ۵ے

چنانچہ اپنی مخصوص ذہنی اور نظریاتی پس منظر کے زیر اثر پال نے مسیحی تعلیمات کی بنیادیں ہلانا شروع کر دیں۔ اس نے آہستہ آہستہ کلیسیا پر ایسا قبضہ کر لیا۔ کہ دین عیسوی کی اصل صداقتوں کو مٹا کر بدعتوں اور برائیوں کا مجموعہ بنا دیا۔

الوہیتِ مسیح، تثلیث و ابنیت اور کفارے کی بدعت ایجاد کر کے مسیحیت کو وثنیت میں تبدیل کر دیا۔ اور شراب، مردار اور خنزیر سب کو حلال بنا دیا۔ یہی مسیحیت ہے۔ پولوس کے صدقے میں جس سے دنیا آج روشناس ہے ۶ے

اس بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ آپ انجیلوں

۵ے Maurice Bucaille : The Bible, the Quran and science, P. 52

۶ے مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی : قصص القرآن جلد چہارم، ندوۃ المصنفین دہلی، طبع چہارم، صفحہ ۱۸۵۔

ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تقریروں اور ارشادات کا گر امطالعہ کریں اور پھر ان کا مقابلہ سینٹ پال کی تحریروں سے کر کے دیکھیں۔ جہاں جہاں اس کی تحریریں صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان تعلیمات سے جو خود انجیل میں موجود ہوں متصادم ہو رہی ہیں۔ وہاں لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ سینٹ پال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت سے منحرف ہو گیا تھا۔ اب یہ کام عیسائیوں کا اپنا ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو صحیح مانیں یا سینٹ پال کو — نیز اس فرق کے واضح ہو جانے کے بعد عیسائیوں ہی کو یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ جو باتیں سینٹ پال کی تعلیم میں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں نہیں ہیں۔ ان پر وہ کہاں تک اعتماد کریں۔ کیونکہ جس شخص کی تعلیمات متعدد امور میں حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ عقل یہ کہتی ہے۔ کہ دین میں اس کے کئے ہوئے اضافے قابلِ اعتماد نہیں ہونے چاہئیں [57]

1.4 سینٹ پال کی سخت مخالفت ہوئی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کے چند ہی سال بعد ان کی تعلیمات میں اس طرح ردّ و بدل ہونے لگا۔ کہ اصل حقیقت مسخ ہو کے رہ گئی۔

---

[57] "مکاتیب سید ابوالاعلیٰ مودودی" حصہ دوم: مرتبہ عاصم نعمانی
اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور۔ ص 92

حالانکہ اس وقت ان کے حواریوں میں سے بعض سلامت اور موجود بھی تھے۔ تو کیا سینٹ پال کی ایسی سرگرمیوں اور کاروائیوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ اس کی حرکتوں پر کسی نے آواز بلند نہیں کی۔ اور کسی نے بڑھ کر اُسے روکا ٹوکا نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ پال کی سرگرمیوں کی سخت مخالفت ہوئی۔ نئے عہدنامے میں پال کے خطوط کا مطالعہ کر لیجئے۔ وہ جگہ جگہ اپنی مخالفتوں کا ذکر کرتا ملتا ہے۔ کہیں اپنی صفائی بیان کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں اختلاف کرنے والوں لعن طعن کرتا نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ حواریوں کے مدمقابل صف آرائی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ پال کو گردو پیش سے مخالفت کا سامنا ہے۔ اور وہ طرح طرح سے اپنے بچاؤ اور جوابی حملے کی تدابیر اختیار کرتا ہے۔

ڈاکٹر احسان الحق رانا اپنی معرکتہ الآرا کتاب "یہودیت و مسیحیت" میں بتاتے ہیں۔ کہ پولوس اور اس کے وضع کردہ دینِ مسیحیت کی مخالفت حضرت مسیحؑ کے پیرو کاروں کی جماعت یعنی لیسوعی کلیسیا نے کھُل کر کی۔ پولوس کے بارے میں یوحنا رسول نے یہ کہا:

"اے لڑکو! یہ اخیر وقت ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مخالفِ مسیح آنے والا ہے۔ اس کے موافق اب بھی بہت سے مخالفِ مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ نکلے تو ہم ہی میں سے ہیں۔ مگر ہم سے نہیں۔ اس لئے کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے۔ لیکن نکل اس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں (ا۔ یوحنا۔ ۲: 18-19)

اسی طرح ا۔ یوحنا۔ 4 : ا۔ 3 میں یوحنا نے جو پولوس کا ہم عصر اور یسوع کا منتخب کردہ حقیقی رسول تھا۔ واضح طور پر بتلایا ہے۔ کہ یسوع خدا کی طرف سے بھیجا ہُوا مجسم انسان تھا۔ جو کوئی اقرار نہیں کرتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے۔ وہ مخالفِ مسیح ہے۔ اور پولوس جو اس وقت موجود تھا وہ مخالفِ مسیح ہی ہے۔ اسی طرح یعقوب ۔ 2 : 17 ۔ 26 اور یعقوب 4 : 11 ۔ 15 کا مطالعہ کیجئے۔ صاف معلوم ہوگا کہ پولوس کے بیانات کی تردید کی جارہی ہے [8]

مولانا محمد تقی عثمانی "بائبل سے قرآن تک" میں رقم طراز ہیں۔ کہ تاریخ عیسائیت کی ابتدائی تین صدیوں میں پولس اور اس کے نظریات کی شدید مخالفت کی گئی تھی۔ اور اس زمانے میں پولس کے مخالفین کی تعداد اور ان کا اثر و رسوخ پولس کے اثرات سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ لیکن اتفاق سے جب تیسری صدی عیسوی میں عیسائیت بازنطینی سلطنت کا سرکاری مذہب قرار پایا۔ تو پولس کی حامی جماعت حکومت پر غالب آگئی۔ اور اس نے نہ صرف یہ کہ اپنے مخالفوں کو بزور کچل ڈالا۔ بلکہ وہ تمام مواد بھی ضائع کرنے کی کوشش کی۔ جس سے پولس کے مخالفین استدلال کر سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں پولس کا دین پھیلتا چلا گیا۔ اور رفتہ رفتہ اصل دینِ عیسوی کا نام و نشان بالکل ہٹ گیا۔

بیا ندیو و دامِ کفر بنہاد ــــ ہمہ گیتی بداں دام اندر افتاد

---

[8] تفصیلات کے لئے دیکھئے "یہودیت و مسیحیت" : ڈاکٹر احسان الحق رانا مسلم اکادمی لاہور۔ نومبر 1981ء ص 243 اور آگے

پولس کی مخالفت ٹھیک اس وقت سے شروع ہو گئی تھی۔ جب اس نے یروشلم کونسل کے فیصلے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تورات کو بالکلیہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ انہی مخالفین کے جواب میں پولس نے گلینتون کے نام اپنا معرکتہ الآرا خط لکھا تھا۔ پولس کے ان مخالفین کا کہنا یہ تھا۔ کہ وہ اصل حواریوں کی تعلیم سے لوگوں کو برگشتہ کر رہا ہے۔ یہ مخالفت کرنے والے قدیم کلیسیا کی یہودی مسیحی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان لوگوں کی سرکردگی بعض ممتاز افراد کر رہے تھے۔

یہ مخالفت پولس کے خطوط کے بعد کم نہیں ہوئی۔ بلکہ بڑھتی چلی گئی۔ مسٹر جیمس میک کنن ہمیں بتاتے ہیں۔ کہ ابتدائی کیتھولک چرچ کے اخلاقی مذہب نے بہت جلد پولوسی خیالات کو نکال باہر کیا تھا۔ پولس نے عیسائیت کا جو تصور پیش کیا تھا۔ وہ حواریوں کے زمانے میں بھی کسی طرح معیاری تصور نہ تھا۔

(فرام کرائسٹ ٹو کانسٹنٹائن باب ہفتم)

دوسری صدی عیسوی کی ابتدا میں آرینوس، ہپولیٹس۔ ایپی فانیس اور آریجن ایک فرقے کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جسے نصرانی اور ابیونی فرقہ کہا جاتا ہے۔ مسٹر جے ایم رابرٹسن ان لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ مسیح کی خدائی کا انکار کرتے تھے۔ اور پولس کو رسول تسلیم نہ کرتے تھے۔ (ہسٹری آف کرسچینٹی، لندن 1913ء، ص 5)

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا مقالہ نگار آرینوس سے نقل کر کے بیان کرتا ہے:
اُن لوگوں کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ مسیح ایک انسان تھے۔ جسے معجزات دیئے گئے تھے یہ لوگ پولس کے بارے میں یہ تسلیم نہ کرتے تھے۔ کہ وہ موسوی دین سے برگشتہ ہو کر عیسائی ہو گیا تھا۔ یہ لوگ خود موسوی شریعت کے احکام اور

رسموں، یہاں تک کہ ختنے پر بھی مضبوطی کے ساتھ کاربند تھے۔

(برٹانیکا ج 7 ص 881)

قصہ مختصر یہ کہ عیسائیت کی ابتدائی تین صدیوں میں پولس کے نظریات کے بے شمار مخالفین موجود تھے۔ اور اس وقت تک کثیر تعداد میں باقی رہے۔ جب تک کہ حکومت نے انہیں بزور ختم نہیں کر دیا۔ [۹]

2۔ کیا سولھویں صدی سے پیشتر انجیل برناباس کا کوئی وجود نہ تھا؟

پادری برکت نے صفحہ ۱۹ پر ارشاد فرمایا ہے کہ سولھویں صدی عیسوی سے پیشتر اس جعلی انجیل کا کوئی سراغ اور نام ونشان کہیں نظر نہیں آتا۔

پادری برکت کی سادہ لوحی اور بے اعتنائی پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ وہ جس کتاب پر تبصرہ فرما رہے ہیں۔ اس کی اصلیت سے بالکل نابلد ہیں۔ انھوں نے ذرا اس کتاب کی تاریخ کے مطالعہ کی زحمت گوارا فرمائی ہوتی۔ تحقیق و تجسس کا تھوڑا سا دامن توپھیلایا ہوتا۔ اس دور میں ایسی بے علمی کی بات اور بلا فکر و تفتیش تبصرہ وغیرہ قابلِ اعتنا نہیں ٹھہر سکتا۔ یہاں پادری برکت کے ملاحظہ کے لئے صرف تین حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔ تو انھیں سولھویں صدی سے بہت پہلے بھی

۹۔ تفصیلی مطالعے کے لئے دیکھئے: "بائبل سے قرآن تک" جلد اول مقدمہ از مولانا محمد تقی عثمانی۔ مکتبہ دارالعلوم کراچی 1968ء ص ۱۷۰ - 174۔

انجیل بارنا باس کا وجود صاف دکھائی دے گا۔ اور انھیں اپنے بیان پر نظرثانی کرنا پڑے گی:

(ا) سینٹ آرینوس کی تحریر میں انجیل بارنا باس کے حوالے

سینٹ آرینوس ST. Irenaeus (130ء—200ء) قدیم کلیسیا کی مشہور شخصیت تصور ہوتی ہے۔ اس نے بدعتوں کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ اس کی کئی تحریریں اب بھی یونانی۔ لاطینی اور آرمینی زبانوں میں محفوظ ہیں۔ روایت ہے کہ اس نے اپنی کم ازکم ایک تحریر میں بارنا باس کی انجیل کے حوالے دیئے تھے۔ اور پال کے نظریات کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ آرینوس کی اسی تحریر کے مطالعہ سے سولھویں صدی کے اطالوی راہب فرامرینو کو انجیل بارنا باس کی تلاش ہوئی تھی۔ اور ایک مدت کے بعد اسے یہ انجیل پوپ سکسٹس پنجم (1585ء — 1590ء) کی لائبریری سے دستیاب ہوئی۔ تفصیل کے لئے انگریزی ترجمۂ قرآن از جارج سیل ملاحظہ ہو[1]

---

[1] The Koran: Translation by George Sale, Frederick Warne and co, London, 1890, P. ix–x

(ب) بارناباس کی نعش کے ساتھ انجیل بارناباس کا نسخہ

شہنشاہ زینو کے عہد میں 478ء میں جب بارناباس کے جسدِ خاکی کا سراغ ملا۔ تو ان کے سینے پر انجیل بارناباس کا وہ نسخہ بھی پڑا ہوا دستیاب ہوا تھا۔ جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ دیکھئے:

Acia sanctorum Bolan Junii
Tom II, Pages 422 and 450
Antwerp 1698.

لیکن بعض[a] مسیحی علماء نے اس حوالے کے ضمن میں بارناباس کی انجیل کی بجائے متی کی انجیل کا نام لکھا ہے۔ مثال کے طور پر ایک کتاب

"Life of St. Barnabas"

میں بتایا گیا ہے۔ کہ بارناباس کی نعش کو سلامیز سے ڈیڑھ میل دور ایک غار میں ڈال دیا گیا تھا۔ ان کے سینے پر انجیل متی کا وہ نسخہ تھا۔ جو مؤلف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اس واقعے کے قریباً چار سو سال بعد شہنشاہ زینو کے عہد میں یہ نعش صحیح سالم برآمد ہوئی۔ اور سینے پر وہ انجیل ویسے ہی موجود پائی گئی۔ انجیل کا یہ نسخہ شہنشاہ کے کتب خانے

---

[a] The Gospel of Barnabas, Begum Aisha Bawany wakf, Karachi Aug. 1973, Appendix III, P. 284

کی زینت بنانے کے لئے قسطنطنیہ بھیجا گیا۔ مگر یہ دوسری بہت ساری قیمتی چیزوں کے ساتھ ترکوں کے حملے کے وقت تباہ و برباد ہوگیا [3]

ڈاکٹر جین سلومپ نے بھی اس دعوے کی تائید میں مزید یہ لکھا تھا کہ بارناباس کی نعش کے ساتھ دستیاب ہونے والی انجیل اصل میں متی ہی کی تھی۔ جسے بارناباس نے خود اپنے ہاتھ سے نقل کیا تھا [4]

گویا اس خیال اور دعوے کے مطابق بارناباس خود انجیل متی کا مطالعہ فرماتے تھے اور دوسروں کو اسی کی تعلیم دیتے ہوں گے۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بارناباس کی زندگی میں انجیل متی کا کوئی وجود تھا بھی کہ نہیں؟ اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں پہلے تو بارناباس کی وفات یا شہادت کا سال معلوم کرنا ہوگا۔ اور پھر اُس کے ساتھ

---

[3] تفصیل کے لئے یہ چھوٹی سی کتاب دیکھی جا سکتی ہے
جو نمبر 4824 a 8 کے ماتحت برٹش میوزیم لائبریری میں محفوظ ہے۔
اور مجھے وہیں دیکھنے کا موقع ملا تھا۔

Life of Barnabas. A sketch for Nurses by S.E.A., W. Knott Holborn London P84-85

[4] The Gospel of Barnabas: An Essay and Inquiry, Preface by Rev. Dr. J. Jan Slomp, Henery Martin Institute of Islamic Studies, Hyderabad, India 1975, P. vii,

دیکھنا ہوگا۔ کہ انجیل متی کب معرضِ تحریر میں آئی؟

۲.۱ بارناباس کا سنِ وفات

پہلے بارناباس کی وفات یا شہادت کا سال متعین کیجئے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حوالے قابلِ توجہ ہیں:

(ا) چیمبرز انسائیکلو پیڈیا: ان کی وفات کے بارے میں مختلف بیانات ملتے ہیں۔ کہ وہ روم، سکندریہ یا قبرص میں ۶۱ء میں طبعی موت مرے یا شہید ہوئے۔ رومن کیتھولک چرچ میں ان کا تہوار ۱۱۔جون کو منایا جاتا ہے ۔[5]

(ب) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے پرانے اڈیشن میں بتایا گیا ہے۔ کہ ان کی وفات کی تاریخ یقینی نہیں۔ لیکن شاید کتاب "اعمال" کی تحریر سے بہت پہلے ۔[6]

اور"اعمال" کی تحریر برٹانیکا ہی کی تحقیق کے مطابق سن 75 اور ۸۵ء کے درمیان مکمل ہوئی۔ دیکھئے جلد ۱ ص 116۔ چنانچہ "اعمال" کی تحریر سے بہت پہلے کا سال، ۶۱ء یا اس کے آس پاس کا کوئی سال تصور کیا جاسکتا ہے۔ اس حوالے سے بہرحال سن ۶۱ء کی تردید

---

[5] Chambers's Encyclopaedia, 1888, vol. 1, P-745.

[6] Encyclopaedia Britannica, vol. 3, P. 118 d

نہیں ہوتی۔

(ج) ایوری مینز انسائیکلوپیڈیا: بارناباس کے بارے میں یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ۶۱ء میں قبرص کے مقام سلیمز میں شہید کئے گئے تھے لیکن بعض روایات میں میلان، روم یا سکندریہ بتایا جاتا ہے[7]

بہرکیف بارناباس کی وفات یا شہادت کا سال ۶۱ء ہی ہمارے سامنے آتا ہے۔

۲۔۲ انجیل متی کا سنِ تحریر

انجیل متی کی تحریر کے سال کے سلسلے میں یہ شہادتیں پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے:

(ا) ڈکشنری آف دا بائبل: اس بات پر اکثریت کا اتفاق ہے کہ یہ انجیل ۷۰ء کے بعد لکھی گئی ہے۔ اگرچہ اس کی سند زیادہ مضبوط نہیں تاہم انجیل متی کے اس جملے سے اس امکان کی حمایت ہوتی ہے۔ کہ یہ انجیل یروشلم کے سقوط کے بعد کسی سال میں لکھی گئی: (22:7)

"بادشاہ غضبناک ہوا اور اس نے اپنا لشکر بھیج کر ان خونیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کا شہر جلا دیا۔"[8]

---

[7] Everymans Encyclopaedia (1978) Vol. 1, P. 733 b

[8] Dictionary of the Bible, Geoffrey Chapman Publishers, London, 1972, P. 554

(ب) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا نے اس امکان کی تردید کی ہے۔ کہ یہ انجیل حواری متی نے پہلے عبرانی میں تحریر کی ہوگی۔ برٹانیکا بتاتا ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا لکھنے والا حواری متی خود نہیں ہے بلکہ بعد کے زمانے کا کوئی مصنّف ہے۔ جس نے متی کی سند کا دعویٰ کیا۔ اگر ہم تحریری شواہد، روایات۔ اور مسیحیات سے متعلق اعتقادی اور عباداتی ضابطہ کاریوں پہ بھروسہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ انجیل مسیحیت کی تیسری نسل میں سے کسی شخص نے سن 75ء اور 100ء کے درمیان تصنیف کی ہے [۹]

(ج) چیمبرز انسائیکلوپیڈیا کا بیان ہے کہ یہ انجیل حواریوں کے عہد کے بعد کی لکھی ہوئی ہے۔ اور شاذ ہی کوئی محقق اس کی تاریخ 75-80ء سے پہلے بتائے گا [۱۰]

(د) ایوری مینز انسائیکلوپیڈیا پہلے تو ہمیں اس انجیل کے عنوان کے بارے میں یہ بتاتا ہے کہ اس میں "سینٹ متی کے مطابق" کے الفاظ کا اضافہ بعد میں ہوا، جیسا کہ دوسری اناجیل کے عنوانات کے سلسلے میں ہوا

(سچ پوچھیے تو کہنا پڑے گا کہ چاروں اناجیل ہی نامعلوم مؤلفین کی کتابیں ہیں)

---

[۹] Encyclopaedia Britannica, 1967 Ed. vol. 14, P. 1118d

[۱۰] Chambers's Enclopaedia New Revised, 1973, Vol. 9, P. 157c

اس انجیل کی تصنیف کا سال کہیں تو 40ء تک بتایا گیا ہے اور کہیں سن 80ء سے 100ء تک اور اس تعین کا زیادہ تر انحصار آپ کی اس رائے پر ہوتا ہے کہ اس کا مصنف کون ہے۔ اس سلسلے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن بلا شبہ اس انجیل کا کچھ نہ کچھ قریبی تعلق حواری متی سے ضرور رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ متی کے لکھے ہوئے کسی ماخذ نے موجودہ انجیل متی کا روپ دھار لیا ہو [11]

(۴) انسائیکلو پیڈیا امیریکانا کا کہنا ہے۔ کہ ہم یہ بات وثوق سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ پہلی انجیل کا مصنف متی ہی تھا۔ انجیل کا فقرہ 22 : 7 اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ سن 70ء میں معبد کی تباہی کا واقعہ پہلے ہی گذر چکا ہے۔ اس لئے نتیجے کے طور پر اس انجیل کی تاریخ عموماً سن 80ء یا 85ء کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے [12]

چنانچہ ان حوالوں سے معلوم یہ ہوا کہ سن 75ء یا 80ء سے قبل انجیل متی کا وجود ماننے میں مسیحی علماء کو سخت تامل ہے۔ اگر ہم بھی 75ء سے 80ء تک کوئی سال تسلیم کرلیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی۔ کہ اس وقت بارناباس کی وفات پر پندرہ سے بیس برس کا عرصہ گذر چکا تھا۔ ہم یہ قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ کہ انہوں نے متی کی انجیل دیکھی ہو گی۔ لہٰذا

---

[11] Everymans Encyclopaedia, vol. 8 P. 132-133

[12] Encyclopaedia Americana, International Ed. 1982, vol. 18, P. 514.

جو انجیل بارناباس کے ساتھ دفن کی گئی تھی ۔ وہ متی کی انجیل ہرگز نہیں ہو سکتی تھی ۔

اپنے مفروضات کو ثابت کرنے کے لئے محض جوش وجذبے میں آکر بے سروپا باتوں کا سہارا لینا کوئی علمی یا دینی خدمت نہیں کہلا سکتا ۔ اور اس طرح کا عمل کسی طور بھی تحقیق کے ضمن میں نہیں آسکتا ۔ یہاں یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ بارناباس کی نعش کے ساتھ جو انجیل برآمد ہوئی تھی ۔ وہ موجودہ چار انجیلوں میں سے کوئی بھی نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ خود بارناباس کی انجیل ہی ہو سکتی ہے ۔ اور معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ انجیل دریافت ہوتے ہی غائب کردی گئی تھی ۔

اب اس سلسلے کا تیسرا حوالہ ملاحظہ کیجئے :

(ج) پوپ جیلاشیس کے فرمان میں انجیل بارناباس کا تذکرہ

پوپ جیلاشیس مارچ ۴۹۲ء سے نومبر ۴۹۶ء تک پوپ کے عہدے پر فائز رہے ۔ انہوں نے اپنے زمانۂ پاپائیت میں کئی فرامین جاری کئے ۔ اور چھ دینی رسالے قلم بند کئے ۔ علاوہ ازیں قریباً ساٹھ خطوط ان کی یادگار سمجھے جاتے ہیں ۔ انھوں نے ایک ایسا فرمان جاری کیا تھا ۔ جس کی رو سے بعض کتابوں کے پڑھنے کی ممانعت کردی گئی تھی ۔ ان کتابوں کی فہرست میں ایک نام انجیل بارناباس کا بھی تھا ۔ انسائیکلوپیڈیا ایمرکانا میں یہ عبارت

موجود ہے۔ کہ بارناباس کی ایک انجیل بھی ہوا کرتی تھی۔ جس کا حوالہ کئی قدیم مصنفین کے ہاں ملتا ہے۔ خصوصاً جیلاشیس کے فرمان ہیں۔ [13]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے پرانے اڈیشن میں بھی یہ فقرہ درج تھا۔ کہ ہم عہد قدیم کی تحریروں میں (مثلاً جیلاشیس کے فرمان میں) بارناباس کی انجیل کا تذکرہ پڑھتے ہیں۔ جسے مستند قرار دیا گیا تھا [14]

برٹانیکا کے نئے اڈیشن میں انجیل بارناباس کا ذکر سرے سے غائب ہی کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح پہلے جیلاشیس کے تذکرے میں اس کے فرمان کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ اگرچہ ساتھ یہ درج کر دیا جاتا تھا۔ کہ یہ فرمان جعلی ہے اور غلط طور پر اس کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ اب فرمان کا ذکر بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ اس قسم کے بیانات کی قلعی کھل جانے پر جب مزید دروغ گوئی سے کام لینا ممکن نہیں رہا۔ تو دنیا کے اس "مستند علمی خزانے" نے اُن کے بیان کو حذف کر دینے ہی میں عافیت سمجھی۔ اس طریقِ کار کو بھلا کون تحقیقات کا نام دے گا اور علمی دیانت تصور کرے گا؟

بہر حال ان حوالوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ سولھویں صدی سے پہلے انجیل بارناباس کا صاف صاف تذکرہ ملتا ہے۔ یہ انجیل نہ صرف یہ کہ دنیا میں موجود تھی۔ بلکہ اپنا ایک اہم درجہ اور

---

[13] The Encyclopedia Amercana, International Edition, 1982, vol. 3, P. 248 a

[14] Encyclopaedia Britannica, vol. 3, 119b

مقام رکھتی تھی۔ جب عیسائیت سینٹ پال کی تعلیم و تبلیغ کی وجہ سے اپنی اصلیت کھو بیٹھی۔ تو پھر اسی کی ہدایات پر عمل درآمد شروع ہوا۔ چنانچہ انجیل۔ بارنا باس جیسی کتابیں غائب کر دی گئیں اور انہیں نابود کرنے کی تمام کوششیں بروئے کار لائی گئیں۔ لیکن قدرت کو یہی منظور تھا کہ گیارہ بارہ سو سال کے بعد یہ انجیل پھر اپنی اصل حالت میں دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو۔ اور اس کی دریافت اور اشاعت کا کام بھی اللہ تعالیٰ نے پادری صاحبان ہی سے لیا۔

3۔ انجیل بارنا باس کو مسیحی علمائے نے ہی متعارف کرایا

سولھویں صدی میں پوپ کی لائبریری سے انجیل بارنا باس کے ایک نسخے کی دریافت کے ساتھ ہی اس کے تعارف ترجمے اور اس کی اشاعت کا جس قدر کام مسیحی علمار نے کیا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں نے نہیں کیا۔ پادری صاحب محض عناد سے اپنے کتابچے کے ص ۵ جم پر تحریر فرماتے ہیں کہ "اس جعلی برنباس کی اشاعت کی ذمہ داریاں شروع ہی سے مسلمانوں نے اپنے سر پر اٹھا رکھی ہیں"

پادری برکت کو تحقیق اور تلاش حق کی تھوڑی سی فرصت اور توفیق بھی ارزانی ہوئی ہوتی۔ تو وہ اس طرح بے پر کی نہ اڑاتے۔ ایک سیدھی اور سچی بات کو چھپانے کے لئے کئی طرح کے پردے تیار کرنا پڑتے ہیں۔ لیکن جھوٹ کے دبیز پردوں سے بھی اصلیت اور صداقت کی کرن پھوٹ پڑتی ہے اور اخفا کی ساری کوششیں بے کار ثابت ہوتی ہیں۔ آیئے حقیقت

کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھیں :۔

(۱) سولھویں صدی تک انجیل برنباباس کا ایک نسخہ جہاں محفوظ رہا۔ وہ دنیائے مسیحیت کی سب سے بڑی اور مقدس شخصیت یعنی پوپ کی لائبریری تھی ۔

(2) سولھویں صدی میں پوپ سکسٹس کی لائبریری سے یہ انجیل جس نے برآمد کی وہ ایک مسیحی راہب فرامرینو تھا ۔

(3) فرامرینو نے ہی اس کا ترجمہ اطالوی میں کیا ۔

(4) اطالوی سے جو ترجمہ ہسپانوی میں کیا گیا تھا ۔ وہ بقول پادری جارج سیل ایک اردغانی مسلمان مصطفےٰ عرندی نے کیا تھا ۔ لیکن وہ ترجمہ دستبرد زمانہ سے محفوظ نہیں رہ سکا ۔

(5) ہسپانوی ترجمہ کچھ عرصہ جارج سیل کے پاس رہا ۔ اس کے بعد یہ کتاب کوئنز کالج آکسفورڈ کے ایک رکن ڈاکٹر منک ہاؤس کے ہاتھ لگی ۔ اس نے اس کا انگریزی ترجمہ تیار کیا ۔ اور یہ ترجمہ مع اصل ہسپانوی کتاب کے 1784ء میں پروفیسر ڈاکٹر ہیوٹ کو پیش کردیا ۔

(6) انجیل برنباباس کا پہلا تعارف جارج سیل نے اپنے ترجمۂ قرآن مجید میں کرایا ۔ اسی تعارف سے ہی مسلمانوں کو اس انجیل کی موجودگی اور اس کی اصلیت کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں ۔

(7) اس کا ایک انگریزی ترجمہ پادری لوراریگ نے اپنی بیوی لانس ڈیل کے ساتھ مل کر کیا ۔ جو اطالوی متن کے ساتھ 1907ء میں کلیرنڈن پریس آکسفورڈ میں شائع ہوا ۔

(8) اس کا عربی ترجمہ ایک مصری مسیحی عالم ڈاکٹر خلیل سعادت نے کیا جو

1908ء میں علامہ رشید رضا نے قاہرہ سے شائع کیا۔
(۹) اسی عربی ترجمہ سے اس کا پہلا اردو ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری نے غالباً ۱۹۱۵ء میں کیا تھا۔

انجیل بارناباس پر اس طائرانہ نظر سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اس انجیل کی دریافت اور اشاعت کا قریب قریب سارا کام پادری حضرات کے ہاتھوں سر انجام پایا ہے۔ پھر اسے چھپانے دبانے اور جعلی ثابت کرنے کی کاوشوں اور اس سلسلے کی تحریروں نے اس انجیل کی حیثیت، حقیقت اور اہمیت کو اجاگر کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں پادری برکت کا یہ فرمانا کہ اس انجیل کی اشاعت کی ذمہ داریاں شروع ہی سے مسلمانوں نے اپنے سر پہ اٹھا رکھی ہیں۔ محض بے سرو پا دعوےٰ ہے۔

4 جعلی انجیل بارناباس

پادری برکت نے اپنے کتابچے میں انجیل بارناباس کو جگہ جگہ جعلی انجیل کہا ہے۔ اگرچہ وہ بیچارے اس ضمن میں کوئی دلیل یا ثبوت پیش کرنے قاصر رہے ہیں۔ یہ ایک عام منطقی بات ہے۔ کہ کسی چیز کے جعلی ہونے کا تصوّر اسی وقت اُبھرتا ہے۔ جب وہ چیز اپنی اصل شکل صورت میں بھی موجود ہو۔ یا موجود رہی ہو۔ اگر اصلی انجیل بارناباس کا کوئی وجود نہ ہوتا۔ تو کسی کے ذہن میں جعلی انجیل کا تصوّر ہی پیدا

نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر یہ جعلی انجیل بارناباس ہے ؟ تو کیا محترم پادری ہمیں بتائیں گے
کہ اصلی انجیل بارناباس کہاں ہے ؟

4۔1 انجیل بارناباس کے مصنف کے متعلق مسیحی علماء کے مفروضے

انجیل بارناباس کے مصنف کے بارے میں مسیحی علماء کے ہاں بہت سے مبہم اور متضاد مفروضے ملتے ہیں یہاں پادری برکت کی اطلاع اور توجہ کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ چند مفروضے درج کئے جاتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس قسم کے مفروضوں کی کیا حیثیت ہے:

(۱) جارج سیل اپنے ترجمۂ قرآن میں لکھتا ہے۔ کہ انجیل بارناباس دراصل مسلمانوں کی جعلی بنائی ہوئی کتاب معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ انھوں نے بعد میں اپنے مطلب برآری کے لئے اضافہ اور ردّ و بدل کیا ہے [۱]

(۲) مسٹر اور مسز ریگ نے ایک امکان یہ پیش کیا ہے۔ کہ یا تو اس کا کوئی اطالوی نقشِ اول موجود تھا۔ یا یہ موجودہ قلمی نسخہ

---

[۱] The Koran, Translation by George Sale, The Preliminary Discourse IV, P 58

سولھویں صدی کے نصف آخر کا ایک من گھڑت جعلی نسخہ ہے
(شاید 1565ء سے 1590ء تک کا) اور ممکن ہے کہ فرامرینو کے
اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو ؎2

(3) اس انجیل کے عربی مترجم مسیحی عالم ڈاکٹر سعادت نے اس رائے کا
اظہار کیا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے کہ اس انجیل کا مصنف ازمنہ وسطیٰ کا
کوئی اندلسی یہودی ہوگا جو عیسائی ہو گیا ہوگا۔ اور پھر مسلمان ہو گیا ہوگا
اور یہ کہ اس شخص نے کتب عہد عتیق و جدید (بائبل وغیرہ پر) عبور
حاصل کرنے کے بعد عربی زبان پر عبور حاصل کیا اور پھر قرآن و سنت
کا علم کما حقہٗ حاصل کیا ہوگا۔ اور اس شخص نے عہد قدیم و جدید کے
سفر ناموں اور تلمود کے وسیع علم سے کام لے کر استدلال کیا ؎3

(4) ٹمپل گارڈنر کا کہنا ہے کہ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ سولھویں صدی
میں ایک اطالوی راہب تھا جس کا نام فرامرینو تھا۔ تو اس کی شہادت
کی بنیاد پر یہی ماننے کو جی چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک مکار آدمی تھا اور
ممکن ہے کہ وہ انجیل برنباس کا مرتب ہو یا اس میں جعل سازی کرنے
والا ہو ؎4

؎2 The Gospel of Barnabas, clarendon press oxford, 1907, P. lxxiv.

؎3 انجیل برنا باس عربی، مقدمۃ الناشر علامہ رشید رضا مطبوعہ مصر 1908ء

؎4 Temple Gairdner : The Gospel of Barnabas An Essay and Enquiry, P. 13

(5) ڈاکٹر جین سلومپ یہ مفروضہ پیش کرتی ہیں۔ کہ فرا مرینو کا اسلامی نام شاید مصطفےٰ عرندی تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میری رائے میں اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جعلی بارناباس کے مصنف کا پس منظر ہسپانیہ کے موروں کی مظلوم اقلیت میں تلاش کرنا چاہیئے ۔ . . . . انگریزی متن کے مرتبین اسے جعل سازی قرار دیتے ہیں ۔ غالباً ایک ایسے شخص کی جو کبھی عیسائی تھا اور بعد میں مسلمان ہو گیا ۔ یا کسی ایسے مسلمان کی جسے بزورِ عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا تھا ح5

پادری برکت نے بھی اپنے کتابچے کے ص 62 پر یہ فرمایا ہے کہ ظاہر ہے کہ جعلی انجیل برنباس کا مؤلف مسلمان ہے ۔

اس قسم کی خیال آرائیوں سے پڑھنے والا اس نتیجے پر پہنچتا ہے ۔ کہ کوشش اس امر کی ہو رہی ہے کہ ایک صاف اور سیدھی بات کو کسی نہ کسی طرح مشکوک بنا دیا جائے ۔ لیکن محض مفروضوں سے حقیقت کو ابہام و شبہات کے دھندلکے میں غائب کرنا ممکن نہیں ۔ اس طرح بات کو الجھایا تو جا سکتا ہے ۔ لیکن تلاشِ حق کی راہ سجھائی نہیں دیتی ۔ یہ طریق و انداز کبھی طرح بھی علمی تحقیق کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا ۔ اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ موجودہ انجیل بارناباس جعلی ہے

ح5 Jan slomp : The pseudo-Gospel of Barnabas, Almushir, Rawalpindi, Jan - April, 1976, P. 15, 18.

یا اس میں اضافے کئے گئے ہیں۔ یا ردو بدل کا عمل ہوا ہے۔ تو پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ موجود رہتا ہے۔ کہ اصل انجیل بارنا باس کہاں ہے؟ مسیحی علماء اسے آج تک دنیا کے سامنے پیش کیوں نہ کر سکے؟

4.2 ڈیڑھ سو سال پہلے پادری حضرات کو چیلنج

آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے کے ایک برطانوی مصنف گوڈفری ہیگنز (1773ء — 1833ء) نے بڑی جرأت مندی سے پادری حضرات کو چیلنج کیا تھا۔ کہ وہ اس انجیل کا وہ اصل نسخہ سامنے لائیں۔ جس میں ترمیم و اضافہ نہ کیا گیا ہو۔ — اس کی کتاب "اپن اپولوجی فار محمدؐ" لندن سے پہلی بار 1829ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں اس نے ڈاکٹر وائٹ اور جارج سیل کے اعتراضات کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ:

"میں ان کے اس دعوے کو قابلِ قبول نہیں سمجھتا کہ بارنا باس کی انجیل میں، جیسے کہ وہ اب موجود ہے، کسی قسم کے اضافے ہوئے ہیں۔ میں ان کی رائے اس وقت تک تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ جب تک کہ وہ مختلف نسخوں کے اختلافات ظاہر نہ کر دیں یا اسی قسم کی کوئی معقول دلیل پیش نہ کریں۔ اور چونکہ اب تک انھوں نے اس قسم کی کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اس

لئے ہیں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ ان کے پاس ایسی کوئی دلیل موجود ہی نہیں۔ اگرچہ میں انجیل بارناباس کو وحیٔ الٰہی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ بات بھی پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ اصل نسخے میں بشارت موجود نہیں تھی — تیسری یا چوتھی صدی میں ہماری اناجیل میں الحاقی مواد شامل کئے جانے کے خلاف جو دلائل دیئے جاتے ہیں۔ وہی دلائل اسی طرح بلکہ زیادہ موثر طور پر انجیل بارناباس میں الحاقی مواد شامل کئے جانے کے خلاف پیش کئے جا سکتے ہیں۔ خصوصاً اس خیال کے خلاف کہ یہ الحاق ساتویں صدی میں عمل میں آیا۔ جس قدر بعد کا زمانہ ہوگا۔ اسی قدر یہ عمل مشکل معلوم ہوگا۔ محمد (مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانے سے بہت پہلے یہ انجیل عیسائیوں میں عام طور پر معتبر سمجھی جاتی تھی۔ یہ تصور کرنا کہ مسلمان علماء جو دوسری صدی ہجری میں بڑی تعداد میں موجود تھے۔ اس میں الحاقی عبارات کا کھوج نہیں لگا سکے۔ خصوصاً اگر وہ ویسے ہی تند مزاج تھے۔ جیسے کہ انہیں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بات ناقابلِ توجیہہ معلوم ہوتی ہے کہ احیائے علوم کے دَور میں کلیسائے روم کے پادری یونانی عربی، سریانی یا قبطی زبان میں کوئی پرانا نسخہ دریافت نہیں کر سکے۔ جس میں وہ عبارات درج نہ ہوں۔ جن کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ یہ بات یقیناً ناقابلِ توجیہہ ٹھہرتی ہے۔ کہ یونان۔ شام اور مصر وغیرہ کے بے شمار مسیحی صومعوں میں سے ایسا ایک بھی نسخہ پیش نہیں کیا جا سکا۔ میں مسلمانوں

کی طرف سے عیسائی پادریوں کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ اس انجیل کا کوئی ایک ایسا نسخہ لے آئیں۔ جس میں ایسی عبارات درج نہ ہوں۔ اگر اس قسم کے نسخے دانستہ مٹا نہیں دیئے گئے۔ تو انہیں ان اسلامی ملکوں میں اب بھی موجود ہونا چاہیئے۔ جہاں مسیحی صومعے بڑی تعداد میں ہیں۔" ؎۵

— — —

سیدھی سی بات جو واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے صرف اس قدر ہے۔ کہ انجیل بارنا باس قطعاً جعلی نہیں اور نہ کسی مسلمان نے اس میں کوئی ترمیم یا اضافہ کیا۔ یہ تو صدیوں تک پوپ کی لائبریری میں محفوظ رہی۔ وہیں سے برآمد ہوئی اور رفتہ رفتہ دنیا میں پھیل گئی۔

اگر کسی مسلمان نے اس میں تحریف کی ہوتی یا یہ کسی مسلمان نے لکھی ہوتی۔ تو مسلم ممالک میں خوب مشہور ہوتی۔ اور مسلمانوں کی قدیم کتابوں میں اس کا ضرور تذکرہ ملتا۔ لیکن صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔

— — —

؎۵ God frey Higgins: 'An Apology for Mohamed,' Premier Book House, Lahore, P. 202-205

5- انجیل بارناباس کی چند اہم خصوصیات

(۱) اس انجیل کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہی وہ واحد انجیل ہے - جو حضرت عیسیٰؑ کے ایک حواریؓ کی لکھی ہوئی ہے - ہم گزشتہ صفحات میں معلوم کر چکے ہیں کہ موجودہ و مروّجہ چاروں انجیلوں کے مصنفین نا معلوم اشخاص تھے - اور ان میں سے ایک بھی حواری نہ تھا - بارناباس کی انجیل کے علاوہ اور کسی انجیل سے اس کے مصنّف و مؤلف کے بارے میں کچھ معلومات حاصل نہیں ہوتیں - جب کہ اس میں بارناباس صاف بتاتے ہیں کہ میں یہ انجیل حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد کے مطابق لکھ رہا ہوں - ان کے اس بیان کے تسلیم نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی -

(2) ہم گذشتہ صفحات میں یہ بھی معلوم کر آئے ہیں - کہ بارناباس کی وفات کا سال ۷۱ء ہے - اور ظاہر ہے کہ ان کی وفات یا شہادت سے قبل یہ انجیل لکھی جا چکی ہوگی اس اعتبار سے یہ سب انجیلوں سے قدیم ٹھہرتی ہے -

(3) اس انجیل کا ایک نسخہ پوپ صاحب کی لائبریری میں محفوظ رہا - اس طرح اس انجیل میں ترمیم و اضافے کا عمل نہیں ہو سکا - چنانچہ یہ انجیل اپنی اصل حالت میں موجود رہی -

(4) یہ انجیل دوسری انجیلوں کے مقابلے میں مفصّل ہے ۔ جو واقعات اور بیانات دوسری انجیلوں میں نہیں ملتے یا اختصار سے ملتے ہیں ۔ یہاں تفصیل سے درج کر دیئے گئے ہیں ۔

(5) بارناباس حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور تبلیغی سرگرمیوں کے کم و بیش سبھی واقعات کے عینی شاہد تھے ۔ اس لیے اُن کے بیانات زیادہ اعتماد کے لائق ٹھہرتے ہیں ۔

(6) مروّجہ چاروں انجیلیں سینٹ پال کے معتقدات و اثرات کے ماتحت لکھی گئی ہیں ۔ اس لئے ان میں اور یانوں کے علاوہ بارناباس کا نام بطور حواری نہیں آنے دیا گیا ۔ اسی طرح کتاب "اعمال" میں بھی ان کا تذکرہ نامکمل صورت میں ملتا ہے ۔ انجیل بارناباس ان معتقدات و اثرات کی آلودگی سے پاک رہی ۔ بلکہ اس میں تو سینٹ پال کے عقاید و تصوّرات سے خبردار کیا گیا ہے ۔ انہی وجوہ سے یہ انجیل اربابِ کلیسا کے نزدیک ناقابلِ قبول ٹھہری ۔ اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ۔

(7) یہ انجیل اخلاقی افادیت و اہمیّت کے لحاظ سے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے ۔ اس انجیل کے عربی مترجم ڈاکٹر خلیل سعادت اس پر کئی اعتراضات وارد کرنے کے باوجود لکھتے ہیں کہ :

"اس انجیل کا مقصد انسانی جذبات کو بہت ہی بلند درجے

پر پہنچا دینے کی کوشش ہے، یہ آدمی کو حیوانی خواہشات سے پاک بنانا چاہتی ہے اور اسے نیک کام کا حکم دیتی ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتی ہے۔ عمدہ عادتوں پر رغبت دلاتی۔ کمینی حرکتوں کی خرابیاں بتاتی اور انسان کو خلقِ خدا کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے میں ایثار کی دعوت دیتی ہے۔ تاکہ اس سے انانیت کا اثر بالکل مٹ جائے اور وہ اپنی زندگی محض بنی نوع انسان کی بہی خواہی پر وقف کر سکے" [1]

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا مذہب و اخلاقیات میں بھی یہ اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ انسانی ہمدردی اور رواداری کا وسیع جذبہ اس کتاب کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے [2]

(8) اس انجیل کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پیغمبر آخر الزمان حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی واضح بشارتیں موجود ہیں۔ یوں تو عہد نامہ قدیم کی مختلف کتابوں اور اناجیل میں بھی حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جلیلہ اور آپؐ کی تشریف آوری کے بارے میں پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں لیکن انجیل برنباس میں بڑی صراحت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمِ گرامی کے ساتھ بشارات ملتی ہیں۔

---

[1] "انجیل برنباس": عرضِ حال مترجم عربی ڈاکٹر خلیل سعادت ص ۵

[2] Encyclopaedia of Religion and Ethics, 1959, vol. XI P. 351

6 - بارناباس

اپنی معروضات کے اختتام سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پادری برکت کی اطلاع کے لئے لفظ بارناباس پر تھوڑی سی روشنی ڈال دی جائے۔ شاید اس لفظ پر توجہ فرمانے کی انھیں فرصت میسّر نہیں آئی۔ اور اس کی املا ہی غلط فرماتے رہے۔

6.1 - بارناباس کا لفظ

پادری برکت نے ہر جگہ لفظ برنباس استعمال کیا ہے حالانکہ اصل لفظ بارناباس ہے۔ بار کا معنی ہے ابن یا بیٹا اور بارناباس کا مفہوم نصیحت یا حمایت کا بیٹا ہے۔ کتاب "اعمال" کی رو سے ان کا اصل نام یوسف تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کے دوسرے حواریوں نے اُن کی تبلیغی کارکردگی اور دین کی حمایت کے جذبے سے متاثر ہو کر انہیں بارناباس کے لقب سے یاد کرنا شروع کیا تھا "اعمال" کی عبارت ملاحظہ ہو:

"اور یوسف نامی ایک لاوی تھا۔ جس کا لقب رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا۔ اور جس کی پیدائش کپرس کی تھی۔ اُس کا ایک کھیت تھا۔ جسے اس نے بیچا

اور قیمت لا کر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔"

(اعمال - 4 : 36 - 37)

6.2 بارناباس کی شخصیّت

مندرجہ بالا حوالے کے علاوہ بارناباس کی شخصیّت اور ان کی قدر و منزلت کے بارے میں دو تین حوالے مضمون 1.2 میں گذر چکے ہیں۔ ان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بارناباس ایک بلند مرتبہ، صاحب الرائے اور سرگرم مبلّغ دین تھے۔ اگرچہ بعد میں سینٹ پال کے شاگردوں اور مریدوں نے اُن کا ذکر اذکار مناسب طریقے سے کرنا اپنے مفاد میں نہ سمجھا کہ اس طرح ان کے لئے کئی طرح کے مسائل جنم لیتے۔

"اعمال" میں ان کا تذکرہ اچانک ختم کر دیا گیا اور اختلاف کا ذکر چھیڑ کر باقی بات گول کر دی گئی۔ لیکن جوں جوں بے لاگ تبصروں اور تحقیقات کا مواد منظرِ عام پر آتا جاتا ہے۔ اصل صورت حال واضح سے واضح تر ہوتی جاتی ہے۔

اگر ہم حضرت عیسیٰؑ کے مواعظ و ارشادات کو سامنے رکھ کر بارناباس کی انجیل کا مطالعہ کریں تو یہ بات آئینہ ہو جائے گی کہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات میں کسی قسم کا ردّ و بدل گوارا نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تعلیمات کے سچے پیروکار اور مبلّغ

ثابت ہوئے۔ اسی سبب سے اُنہوں نے سینٹ پال کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیا تھا۔ اور اس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ یہ الگ بات ہے۔ کہ پال صاحب حضرت عیسیٰؑ کے دین کو یکسر بدل کر بھی مسیحیت کے مقدّس سینٹ اور اہم ترین شخصیت تصوّر کیے جاتے ہیں۔

6.3 جعلی بارناباس

پادری برکت نے جعلی انجیل بارناباس کے علاوہ جعلی بارناباس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ کہ کسی طرح کچھ تو ثابت ہو جائے۔

(الف) انجیل مقدّس میں مقدّس برنباس کے سوا کسی دوسرے جعلی برنباس کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ جو اس جعلی انجیل برنباس کے مصنّف کی خواہش پوری کر سکتا (ص 35)

(ب) معلوم ہوتا ہے کہ کسی دھوکا باز مؤلف انجیل برنباس نے اپنے نفسِ مضمون کا تختہ مشق بنانے کے لئے کسی فرضی برنباس کا نام منتخب کر لیا تھا۔ (ص 37)

پادری برکت مختلف طریقوں اور حربوں سے الجھاؤ ڈالنے کی سعی کرتے ہیں۔ لیکن بات شاید ان پہ واضح نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ کس "انجیل مقدس" میں "مقدّس برنباس" کا ذکر آیا ہے؟ چار انجیلوں میں سے تو کسی میں بھی نہیں۔ اعمال یا

پال کے کسی خط کو آپ ہرگز انجیل نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ وہ درجہ دے سکتے ہیں۔ اس لئے اپنے اس بیان کی تصحیح فرمالیں۔

آپ مقدس بارناباس کو تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ان کے کارناموں پر مٹی ڈالنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ڈال رہے ہیں۔ آپ ان کی شخصیت کا اعتراف کیا صرف اس لئے کرنے پر مجبور نہیں کہ کتاب اعمال میں ان کا جو آدھا ادھورا تذکرہ رہ گیا ہے۔ آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے؟ انجیل بارناباس سے آپ کے مقاصد اور آپ کے پولوسی عقائد پر زد پڑتی ہے۔ اس لئے اس سے جان چھڑانے اور اُسے جعلی اور جھوٹا ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

بارناباس کی شخصیت وہی ہے۔ جسے آپ مقدس کہتے ہیں۔ وہی بارناباس حضرت عیسیٰؑ کے حواری و مقرب تھے۔ حضرت عیسیٰؑ ہی کے فرمان کے مطابق انہوں نے انجیل رقم فرمائی۔ جو آج تک اپنی اصل حالت میں محفوظ و موجود ہے۔ یہ درحقیقت پادری صاحب کا گم گشتہ سرمایہ ہے۔ جسے وہ پہچاننے اور ماننے سے انکار فرمارہے ہیں۔ جو اعتراضات اور سوالات وہ اور دوسرے پادری حضرات اس انجیل کے بارے میں کرتے ہیں۔ وہی اعتراضات اور سوالات ذرا اناجیل اربعہ پر بھی کر کے دیکھیں اور جن تنقیدی نظروں سے وہ اس انجیل کو دیکھتے ہیں۔ ذرا ان انجیلوں پر بھی وہی تنقیدی نظریں ڈالیں۔ تو ان پر حقیقت و معرفت کے بہت سے پہلوؤں کا انکشاف ہو جائے گا۔ منصفانہ اور عالمانہ طریق کار تو یہی ہے لیکن ہٹ دھرمی کا تو کوئی جواب اور علاج نہیں ہے ؞

کتابت: عبدالمجید امجد۔ صداقت پارک۔ لاہور

انجیل برناباس میں

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

قارئین محترم! انجیل برناباس کے مندرجہ ذیل حصے بغور ملاحظہ فرمالیں۔ کہ ان میں حضرت ختمی مرتبت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر ہے اور حضور کی نشانیوں اور خصوصیات کا ذکر اشارات میں ہی نہیں واضح الفاظ میں موجود ہے۔

باب	آیات	باب	آیات
۳۹	۱۴ - ۲۰	۴۴	۲۷ - ۳۲
۵۵	مکمل	۷۲	۱۰ - ۱۵
۹۷	۱۴ - ۱۸	۱۱۲	۱۴ - ۱۸
۱۳۶	۱۷ - ۱۹	۱۳۷	مکمل
۱۶۳	۴ - ۱۱	۲۲۰	۲۰

یہ مقدس انجیل مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

فریضۂ تبلیغ

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلام کا پیغام غیر مسلموں کو پہنچائے اس اہم کام کے لئے غیر مذاہب کیمتعلق واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے۔ اس لئے ذیل کی کتابیں حاصل کیجئے تاکہ آپ غیر مسلموں کو قائل کرسکیں۔

۱۔ انجیل برنباس۔ یہی اصل انجیل ہے جو حضرت مسیحؑ کے جیتے جیات ہیں ان کے حکم کے مطابق لکھی گئی قیمت ۱۵ روپے

۲۔ الوہیتِ مسیحؑ ۲ روپے
۳۔ کفارہ ۲ "
۴۔ توحید و تثلیث ۲ "
۵۔ حقیقتِ عیسائیت ۶ "
۶۔ حقیقتِ قادیانیت ۶ "
۷۔ بعثتِ محمدؐ (بائبل کی روشنی میں) ۲ "
۸۔ ہندو مت ۳ "
۹۔ تاریخ سکھ مت ۵ "
۱۰۔ بے مثل نبیؐ ۲ "
۱۱۔ حقیقی حبیبِ خدا ۲ "
۱۲۔ حضرت محمدؐ کی بے نظیر آیات اور بے مثل معجزات ۳۔۰ روپے
۱۳۔ انجیل میں تضادات ۲ روپے
۱۴۔ کشش اسلام
ایک انگریز کرنل۔ ایک انگریز مہ جینفار اور ایک فرانسیسی عالم کا قبول اسلام ۳ روپے
۱۵۔ سازش یہود ۶ "

ملنے کا پتہ

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

اگر آپ منصف ہوں! کہ
اور میرا نامہ اعمال آپ کے سامنے پیش ہو۔ کہ

★ ۔ میں نے احکام خدا کا مذاق اڑایا ہو ۔
★ ۔ جھوٹ ۔ مکر فریب اور جعلسازی میری عادت ہو
★ ۔ سود ۔ سٹہ ۔ ذخیرہ اندوزی اور رشوت میں عمر گزاری ہو ۔
★ ۔ ہمسایہ کو تکلیف ، والدین کو اذیت دی ہو ۔ نافرمانی کی ہو ۔
★ ۔ اسراف و نمائش میں مال برباد کیا ہو ۔ اور خیرات کے نام پہ کوڑی خرچ نہ کی ہو ۔
★ ۔ غیبت ۔ بہتان ۔ افتراق ۔ نفاق ۔ بغض ۔ حسد ۔ کینہ ۔ لالچ میری عادت ہو
★ ۔ نام و نمود اور شہرت کے لئے کار خیر میں حصّہ لیا ہو ۔
★ ۔ زکوٰۃ کبھی ادا نہ کی ہو ۔ اور مال کو رسم و رواج پہ اڑایا ہو ۔
★ ۔ اولاد کو دین کی تعلیم نہ دی ہو ۔ اور عیسائیوں کی تعلیم و تہذیب پسند ہو ۔
★ ۔ شعائر اسلام کی ہتک کی ہو ۔ اور اغیار و کفار کے طریقے پسند کئے ہوں ۔

ذرا غور فرمایئے ایسی صورت میں آپ بحیثیت منصف میرے خلاف کیا قدم اٹھائیں گے ۔ کیا سزا دیں گے ۔ کیا میں جنت کی خواہش کر سکتا ہوں ۔ یا جہنم میرے اعمال کا جواب ہو گی ۔ خوب غور کر کے فیصلہ کیجئے

یاد رکھئے :۔ ہمارے نامۂ اعمال روز حساب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے ۔ اس وقت ہماری کیا حالت ہو گی ۔ جب کہ ہمارے اعمال اس فہرست کے مطابق ہوں گے ۔ یہ زندگی چند روزہ عارضی و فانی ہے ۔ دنیا دار العمل ہے ۔ اس حیات مستعار سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیجئے ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ